تلخ حقیقتیں

عبدالمنان معاویہ

بھکاری، گداگر، فقیر، منگتے ہم مترادف الفاظ ہیں اور ایک ہی جنس کے مختلف نام، لیکن ان کے عادات، اطوار اور رہن سہن، اندازِ گفتار اور پھر مانگنے کے طریقے جدا ہوتے ہیں۔ دیہات میں مانگنے والے گداگر، آٹا، گندم وغیرہ لے کر ڈھیروں دعائیں دے جاتے ہیں اور پھر وہ لوگوں سے اپنائیت سے مانگتے اور ملتے ہیں۔ ایک دن ایک ہی گاؤں پر صرف کر دیتے ہیں۔ قصبے اور شہروں کے شہر صرف رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ لے کر ذرا سی دعا دی اور چل دیئے۔ اس کے برعکس بڑے شہروں کے فقراء بادشاہ گری کا فن جانتے ہیں۔ شاید بڑے شہروں کے فقیروں ہی کے بارے میں ساغر صدیقی نے کہا تھا:

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گُر سکھا دیں گے بادشاہی کے

لاہور کو زندہ دل والوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ وہاں کے فقیر بہ لباس امیر صاف ستھرے کاٹن کے سفید سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں گولڈ لیف یا مور کے سگریٹ کا پیکٹ ہاتھ میں لیے آپ سے مخاطب ہوں گے۔ بھائی میری جیب کٹ گئی، ہزاروں روپے کی رقم نکل گئی ہے۔ میں نے صادق آباد جانا ہے۔ اگر آپ مجھے پانچ سو روپے دے دیں اور ساتھ اپنا ایڈریس بھی۔ میں گھر پہنچ کر آپ کی رقم منی آرڈر کر دوں گا۔ نیا آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے اور اُس کی جیب اجازت دے تو وہ پانچ سو نہ سہی ایک سو کی امداد تو کر ہی جاتا ہے۔

جوں جوں دنیا ترقی کر رہی ہے شعبۂ فقیراں میں جدت آتی جا رہی ہے۔ پہلے فقیر گندے کپڑوں میں ملبوس ہوتے تھے اور شکل وصورت سے غریب نظر آتے تھے۔ لیکن آج کے بھکاری بہت اعلیٰ کپڑوں میں ملبوس ہو کر اعلیٰ قسم کے پرفیومز لگا کر ''فرینڈز آف پاکستان'' سے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ بھلا ہو جدت اور روشنی خیالی کا کہ جہاں سود کا نام منافع، پرافٹ اور کمیشن وغیرہ رکھا گیا۔ ایسے ہی اب ''بھیک'' کو ''امداد'' کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ شرم کی بات ہے کہ پیپلز پارٹی کے مؤسس ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا قول عام وخاص میں مشہور ہے کہ ''ہم گھاس کھا لیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ اس سے بحث نہیں لیکن عوامی حلقوں میں مشہور بہت ہے۔ آج اُسی بھٹو مرحوم کی

جماعت اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو قتل کروا کر امریکہ سے ہل من مزید کا مطالبہ کرتی اور دوست ممالک سے کبھی Do More کا راگ الاپ رہی ہے۔ جس ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو بھٹو صاحب پاکستان لائے تھے آج پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئے ایک سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے لیکن محسن پاکستان کے ساتھ اُن کی شایانِ شان سلوک کرنا تو درکنار ایک عام پاکستانی سا بھی برتاؤ نہیں کیا جارہا۔

سوات میں ''راہِ راست آپریشن'' آخری مراحل میں ہے۔ بیس لاکھ لوگ نقل مکانی کر چکے اور جو نقل مکانی نہ کر سکے، اُن میں بہت سے شہید ہو چکے، کس کی گولی سے؟ خداوند قدوس کو علم ہے۔ صوفی محمد جو کر رہے تھے وہ ٹھیک تھا یا جو حکومت نے کیا وہ ٹھیک ہے؟ ہمارے ناقص خیال میں دونوں نے غلط کیا اور اس معاملہ میں لااُبالی کا مظاہرہ کیا۔ حکومت نے مجبوراً نہ چاہتے ہوئے نظامِ عدل ریگولیشن منظور کیا۔ اب صوفی محمد کو چاہیے تھا کہ وہ نادان دوستوں کے بجائے اکابر علماء کرام سے لائحہ عمل طے کرواتے اور جمہوریت، عدلیہ وغیرہ پر فی الحال فتویٰ بازی سے اجتناب کرتے۔ کیونکہ پاکستان کے روشن خیال (یعنی امریکہ کے غلام) اور امریکہ، بھارت، اسرائیل کو یہ معاہدہ کسی طرح بھی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا حضرت کے پاس نہیں تھا کہ اصل صورت حال عوام کے سامنے آتی۔ ایسی صورت حال میں بہت احتیاط کی ضرورت تھی۔ احتیاط نہ برتی گئی۔ آج وادی سوات گولہ بارود کی نذر ہو چکی ہے۔ صوفی محمد کے برخوردار مولوی کفایت اللہ شہید ہو چکے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موٹروے پر اکثر لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ''تیز رفتاری انجام موت'' اسی تیز رفتاری میں سب کیے پر پانی پھر گیا۔ اب مسلک بریلویہ کے علماء کرام طالبان کے خلاف بیانات اور احتجاج کر رہے ہیں۔ یہ ملکی یا غیر ملکی ایجنٹوں کی دیوبندی اور بریلوی فساد کروانے کی نئی سازش معلوم ہوتی ہے۔ جس کی نشاندہی اور مذمت گزشتہ دنوں جمعیت علماء پاکستان کے رہنما اور سابق ایم این اے صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کی۔ اس پہلو پر بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

افغانستان میں ستر فیصد علاقہ پر طالبان کا مکمل قبضہ ہو چکا ہے۔ امریکی اور اتحادی فوجیں چند علاقوں تک محدود ہو کر رہ گئیں۔ یہ خبر باعث حیرت ہے لیکن ساتھ لمحہ فکر یہ بھی ہے کہ بھارت افغانستان میں پاکستان کے خلاف لوگوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ دے رہا ہے اور وہ لوگ بھی طالبان کے روپ میں ہیں۔ یہ خبر باعث تشویش ہے، لیکن ہمارے نادان حکمران فرما رہے ہیں کہ بھارت سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ اس قسم کے بیانات دینے والوں کو کبھی ملک کے دریاؤں ستلج، راوی، چناب اور اب دریائے سندھ کو دیکھنا چاہیے کہ ان کا پانی کس نے روکا۔ کشمیریوں پر ظلم کون کر رہا ہے اور اُن کا حق خود ارادیت کس نے چھینا۔ تین بلوچ رہنماؤں کے قتل کا مقصد کیا تھا اور کس نے کیا؟ ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء اور کارگل جنگ کس سے ہوئی۔ کون ہے جو پاکستان کے خلاف درپردہ سازشوں میں ملوث رہتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ ہمارے دوست کون ہیں اور دشمن کون ہیں۔ اسرائیل بھارت اور امریکہ ہمارے دوست نہیں ہیں بلکہ دشمن ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو بھیک مانگنے سے فرصت ملے تو وہ سوچیں اور جب وہ سوچیں گے خدانہ کرے اس وقت تک دیر ہو چکی ہو۔